"خوارِق السالکین"

کا ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ

از ڈاکٹر غلام رسول جان

اِس موضوع پر بات کرنے سے پہلے لازم ہے کہ "خوارق السالکین" کے مصنف کے بارے میں بھی بات کی جائے۔ مصنف کا نام احمد ابن صبور ہے ہادی اور احمد کے نام سے شاعری کرتے تھے ع۱ حالات زندگی پوری طرح دستیاب نہ ہوسکے۔ البتہ شہر سرینگر کے ایک مشہور و معروف اور تاریخی مقام محلہ زینہ کدل میں بود و باش رکھتے تھے ع۲ حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کے خاکساروں میں سے تھے ع۳ اور سلسلہ ہمدانیہ کے پیرو کاروں میں ان کا شمار

ع۱ (ا) ہادی بہ نیاز صدق بنشین در حلقۂ مدح آل یاسین

(ب) محمود اراں آل محمد زد صفس قصہ کوتہ کرد احمد

ع۲ خواجہ حبیب اللہ نتو کے تذکرہ میں مصنف نے اپنے مسکن کی نشاندہی یوں کی ہے کہ

این احقر (احمد ابن صبور) از ہمسایگان اوست ...... چوں وفات یافت در صحن مسجد محلہ زینہ کدل کہ در ہمان محلہ سکونت داشت مدفون گردید

(ملاحظہ ہو خوارق السالکین مخطوط ورق ۱۰۶/۱)

ع۳ در ہنولا فقیر حقیر (احمد ابن صبور) کہ از خاکساران آنسرور (میر سید علی ہمدانی) بی نظر است۔

(خوارق السالکین مخطوط ورق ۱۰۶/۱)

Scanned by CamScanner

ہوتا تھا عے۱ تصوف وسلوک کے میدان میں خواجہ محمد ہاشم کشمیری سے طریقت کی تعلیم پائی اور وہی ان کے پیر و مرشد بھی تھے عے۲

"خوارق السالکین" جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے صوفیا و عرفا کے حالات و واقعات نیز انکی کرامات پر مشتمل ایک جامع تذکرہ ہے مصنف نے اسکا عنوان خود ہی منتخب کیا ہے جس سے رسالہ کا سال تمام بھی اخذ ہوتا ہے عے۳ عرف عام میں رسالہ ہذا کو تاریخ ہادی کے عنوان سے بھی یاد کیا جاتا ہے عے۴ یہ نادر و نایاب مخطوطہ ۱۹۵ اوراق پر مشتمل ہے اور نظم و نثر کا ایک حسین مرقع۔ سرورق نقش و نگار سے مزین ہے اور کناروں کو سنہری لکیروں سے آراستہ کیا گیا ہے۔ سنہ کتابت اور کاتب کا نام مخطوطہ ہذا پر درج نہیں ہوا ہے البتہ خط نستعلیق میں نہایت صاف اور خوشخط لکھا ہوا یہ مخطوطہ کشمیری کاغذ پر محیط ہے۔

"خوارق السالکین" کی وجہ تصنیف مصنف نے یوں بتاتی ہے "اسم بعضی از عرفا و سادات و شعرا و فضلا و ارباب ریاضات کہ از روی تصانیف سلف معلوم بہ تفصیل ذکر آنہا بالتزام رسید۔ باقی ہزاراں ہزار از عرفا و سادات دریں دریار آمدہ باطراف و نواحی ساکن شدند اسم آنہا

عے۱ ایں ضعیف خاکسار نحیف بی مقدار سرگشتہ میدان نادانی ننگ درگاہ سلسلہ ہمدانی (خوارق السالکین مخطوطہ ورق ۱/۴)

عے۲ ا. از خدمت خواجہ محمد ہاشم کہ مرشد ایں خاکسار زبود (ورق ب/۱۰۶)

ب. حضرت خواجہ محمد ہاشم کہ مرشد ایں احقر است (۱۷۳/ا)

عے۳ ...... مختصری مسمی بہ خوارق السالکین کہ تاریخ اتمام ایں نسخہ است تصنیف کرد (ملاحظہ ہو ورق ۱/۴ خوارق السالکین)

واضح رہے کہ "خوارق السالکین" ابجد کے حساب سے ۱۱۰۹ کے اعداد کے برابر بنتا ہے

عے۴ رسالہ کے آخر پر ایک جملہ یوں درج ہوا ہے "تمام تد تاریخ ہادی" لیکن اسے اس نام سے موسوم کرنا صحیح نہیں ہے۔

معلوم نگشت چوں تعداد ایں فقیر ذکر مقامات اولیای کشمیر است تبرکاً و تیمناً اول، ذکر سادات کرد والحال در ذکر مقامات بزرگان نامدار ایں دیار حتی المقدور کوشش خواہد نمود" ع۱۔

یعنی عرفا، سادات، شعرا، عقلا اور ارباب ریاضت میں سے بعضوں کے نام گذشتہ کتابوں کی وساطت سے معلوم ہوتے اور تفصیل کیساتھ لکھے گئے ہزاروں کی تعداد میں باقی ایسے عرفا اور سادات کشمیر آتے اور اطراف واکناف میں بس گئے جن کے نام معلوم نہ ہوتے چونکہ اس حقیر کا مقصد اولیای کشمیر کے مقامات کا تذکرہ کرنا ہے لہٰذا بطور تبرک پہلے سادات کا تذکرہ کیا گیا اور اب کشمیر کے نام آور صوفی بزرگوں کا تذکرہ کرنے میں حتی المقدور کوشش کی جاتے گی۔

"خوارق السالکین" کا آغاز حسب روایت حمد خدا، نعت نبیؐ اور چہار یار باکبازؓ کی مدح سرائی سے ہوا ہے اور ابتدا میں حضرت بابا بلبلؒ کا تذکرہ مع انکے خلفا کے کیا گیا ہے زیر نظر رسالہ جیسا کہ محولۂ بالا عبارت سے صاف واضح ہے نہ صرف کشمیر کے ان سر برآوردہ صوفی بزرگوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے جنکا تعلق کشمیر کی سرزمین سے تھا بلکہ ایران، وسط ایشیا اور ہندوستان سے آتے ہوئے ان ہزاروں صوفی بزرگوں کا تذکرہ بھی اس میں موجود ہے جو کشمیر آکر یہیں بس گئے اور جن میں سے بعضوں نے یہاں آکر اپنے وطن مالوف کی جانب مراجعت کی علاوہ ازیں "خوارق السالکین" میں ایران وسط ایشیا اور ہندوستان سے تعلق رکھنے والے بعض صوفی بزرگوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے جنہیں کشمیر کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں رہا ہے ان میں مثال کے طور پر شیخ حسین خوارزمی، سید عبداللہ برزشں آبادی، حاجی محمد جنوشانی اور شیخ عبدالعزیز دہلوی وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

خوارق السالکین کے مصنف کا تعلق گو براہ راست سلسلہ ہمدانیہ سے تھا لیکن خوارق السالکین میں نہ صرف کبرویہ سلسلہ سے متعلق صوفیا کی توجیہ ملتی ہے بلکہ سہروردیہ، شطاریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور قادریہ سلسلوں سے تعلق رکھنے والے صوفی بزرگوں کا تذکرہ نمایاں طور پر ملتا ہے علاوہ ازیں کشمیر کے ریشی مسلک اور ریشیوں کا تذکرہ صراحت کے ساتھ کیا گیا ہے زیر نظر رسالہ کی افادیت اس

ع۱ ملاحظہ ہو خوارق السالکین مخطوط ورق ۲۱/ب

بات میں مضمر ہے کہ اس میں بیشتر صوفیوں کو گوشۂ گمنامی سے باہر نکالا گیا ہے جس کا اعتراف مصنف نے بھی بجا طور پر کیا ہے صوفیا و عرفا کے تذکرہ کے ضمن میں بعض معلوماتی باتیں بھی درج کی گئی ہیں جس سے اس رسالہ کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور یہ رسالہ بعد میں آنے والوں کیلئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور بعض مورخین نے اسے بطور ماخذ کے استعمال کیا ہے۔

خوارق السالکین کے مولف نے کتابوں کا مطالعہ کرنے کے ضمن میں اپنی معذوری کا اظہار یوں کیا ہے۔ اگرچہ ہیچو من ہیچمدان از صغر تا کبر ردی کتاب ندیدہ معتذر است لیکن حتی المقدور بمدد بزرگان مقدار در انصرام سعی بلیغ بکار خواہد برد۔ امید است کہ ان شاءاللہ تعالیٰ باتمام خواہد رسید[۱]

یعنی اگرچہ مجھ جیسا ہیچ مدان بچپن سے لیکر بڑھاپے تک کتابوں کا مطالعہ کرنے سے معتذر رہا ہے لیکن بزرگان عالی مقدار کی امداد سے خوارق السالکین کو حتی المقدور اپنے انجام کو پہنچانے میں سعی بلیغ انجام دی جاتے گی امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے اختتام کو پہنچے گا باوجودیکہ مصنف نے خوارق السالکین کا تانا بانا درج ذیل کتب سے باندھا ہے

منقبت الجواہر، خلاصت المناقب، پنج گنج شیخ یعقوب صرفی، نظیات خواجہ حبیب اللہ حبی اقوال استاد (؟)۔

زیر نظر رسالہ میں مصنف کے مرشد و رہبر خواجہ محمد ہاشم کشمیری کے حالات و واقعات قلمبند نہیں ہوتے ہیں۔ مصنف نے بیشتر مقامات پر انہیں اپنا مرشد و پیر کے عنوان سے یاد کیا ہے اور اپنے آپکو انکا مرید گردانا ہے ع۲ اسکے باوجود مصنف نے کشمیر کے بعض ایسے

ع۱ ملاحظہ ہو خوارق السالکین مخطوطہ ورق ۲۲/۱

ع۲ حیرت کا مقام ہے کہ احمد ابن صبور نے اپنے مرشد خواجہ محمد ہاشم کشمیری کے حالات و واقعات قلمبند نہیں کتے ہیں البتہ اتنا تو واضح ہے کہ خوارق السالکین کو تصنیف کرتے وقت یعنی ۱۱۱۹ھ ان کے مرشد وفات پا چکے تھے۔

خواجہ محمد اعظم نے واقعات کشمیر (سنہ تصنیف ۱۱۶۰ھ) میں خواجہ محمد ہاشم کشمیری کا

Scanned by CamScanner

صوفی بزرگوں کا تذکرہ کم و بیش اپنی تصنیف میں کیا ہے۔ جنکی فتراک میں اپنے آپکو باندھ دیے اور کسب فیض پانے کی جانب واضح اشارہ خود ہی فراہم کیا ہے ایسے صوفی بزرگوں میں بابا قاسم، شیخ نورالدین آفتاب، فیضہ بابا، بابا عبدالرشید، میاں عبدالقادر، شیخ عبداللہ اور خواجہ محمد فرمان المتخلص بر محترم خاص طور سے قابل ذکر ہیں لہذا موصوف نے ان سے متعلق جو کچھ بھی لکھا ہے اسے ایک سند کی حیثیت حاصل ہے

احمد ابن صبور کو اپنے عہد کے بعض صوفی بزرگوں جن میں خواجہ محمد فاضل، بابا ظفر، حضرت میر خداداد، بابا باقر، نورہ بابا، میر سلطان، بابا صادق، ملک ہاشم، شاہ عبدالطیف، مولانا محمد، حاجی بہرام، حافظ عبداللہ، شیخ محمد، دولت شاہ، شاہ عبدالبقا، بابا عبدالصبور اور خواجہ حبیب اللہ وغیرہ کیساتھ رابطہ، اتحاد، دیگانگت نیز محبت و آشنائی حاصل تھی انکا تذکرہ بھی مصنف نے خوارق السالکین

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

تذکرہ یوں کیا ہے: خاندان بلو میں سے تھے اور شہر کے طائفہ سوداگران سے انکا تعلق تھا۔ جانباز اور مرتاض تھے ذوق وشوق اور سماع کے دلدادہ تھے غیر مکرر اشعار اپنے احوال کے ضمن میں لکھے ہیں انکا تعلق ان پانچ بھائیوں سے بتایا جاتا ہے جو وجد و حال میں کافی مشہور تھے کچھ وقت تک کیلئے مجرد تھے پھر متاہل ہوتے۔ آخوند ملا حیدر علی کبروی کے دوستوں میں انکا شمار تھا سچ پوچھو تو نشۂ بلند کے مالک تھے۔ وجد و حال اور ایسی آوازیں ظاہر کرتے تھے جو کہ دوسروں پر اثر انداز ہوتی تھیں عالی کدل سرینگر کے نزدیک ایک وقف شدہ زمین پر گذر اوقات کرتے تھے گھر اور خانقاہ از خود نہیں بنایا۔ آخری ایام میں شدید مرض میں مبتلا تھے اور بے ہوش پڑے ہوتے تھے سوال و جواب کی طاقت جواب دے چکی تھی وفات پانے پر گوجوارہ کے مقام پر دفن ہوتے ان کی وفات شب قدر کو ۱۱۰۵ھ کو رونما ہوتی۔

(ملاحظہ ہو واقعات کشمیر مطبوعہ صہ ۱۸۱)

میں کم و بیش لکھا ہے اور اسو جہ سے رسالہ کی اہمیت بھی اپنی جگہ پر مقدم ہے۔

رسالہ خوارق السالکین تاریخی اور ادبی اہمیت کا بھی حامل ہے اسکے مطالعہ سے کشمیر کے بعض سیاسی، سماجی، ثقافتی اور جغرافیائی پہلوؤں کی بھی نشاندہی کی جاسکتی ہے مصنف کا تعلق گو کہ صوفیوں کے فرقہ سے تھا لیکن پھر بھی بر سبیل تذکرہ بعض تاریخی واقعات کی جانب اشارہ کیا ہے شہمیر اور اس سے ماقبل دور کے بعض اہم اور مقتدر بادشاہوں کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے جبکہ دیگر ادوار سے چشم پوشی کی گئی ہے مصنف نے خصوصاً ایسے تاریخی واقعات کو قلمبند کیا ہے جو بعض صوفی بزرگوں کے ساتھ مختص ہیں اس طرح سے گویا مصنف کے زیر نظر صوفیا و عرفا کے مرتبہ کا اظہار کرنا مقصود تھا چنانچہ کشمیر پر اکبر بادشاہ کے تسلط جمانے کے سلسلے میں شیخ یعقوب صرفی کا نمائندہ کردار اسکی واضح مثال ہے مصنف نے بادشاہوں خاص کر شہمیری سلاطین کو صوفیا کے ہم پلہ قرار دیا ہے اور انہی مظہر انوار علی، امام زمین و زماں جیسے بے جا القابات سے بھی نوازا ہے ؏۱ اور ان کے ناموں کے ساتھ قدس سرہ جیسی مقدس ترکیب کا بھی استعمال کیا ہے اس طرح سے مصنف نے حکمرانوں کو ظل اللہ کی حقیقی عبارت سے تعبیر کیا ہے۔

سلطان زین العابدین بڈشاہ (۱۴۲۰ - ۷۰ء) کے دور کو کشمیر کی تاریخ میں زریں دور سے تعبیر کیا جاتا ہے دوسرے شعبوں کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس دور میں فارسی شعر و ادب کو بھی فروغ حاصل ہوا۔ شاید یہی بات خوارق السالکین کے مصنف کے زیر نظر بھی رہی ہے اور اس نے زیر نظر رسالہ میں سلطان موصوف کے دور سے متعلق نمائندہ شعراء و ادبا کا تذکرہ کیا ہے اور غزل، قصائد، مثنوی اور نعتیہ اشعار جیسے اصناف سخن میں ان کی مہارت کا پتہ دیدیا ہے علاوہ ازیں بعض ایسے صوفی بزرگان جو شاعرانہ جوہر سے مملو تھے کا تذکرہ بھی خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔

؏۱ مظہر انوار جلی حضرت سلطان علی قدس اللہ سرہ
امام زمین و زماں زین العابدین قدس اللہ سرہ (خوارق السالکین مخطوطہ)

Scanned by CamScanner

صوفیا اور عرفا کے تذکرہ کے ضمن میں کشمیر کے بعض سماجی اور ثقافتی پہلوؤں کی بھی نشاندہی ہوتی ہے مثلاً شراب کی کشیدہ کاری، کوتوال کی اہمیت 'لونی خانہ' لباس' طریقہ علاج ومعالجہ، سکہ، آلات موسیقی، پرندوں کی جنگ اور انہیں پالنے کی رسم، صنعت وحرفت اور معماری خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

خوارق السالکین کے مولف نے اپنی زندگی میں کشمیر کے اطراف واکناف کی سیاحت کی ہے اور اپنے رسالہ میں بعض مقامات خصوصاً کچھ چشموں وغیرہ کی کیفیت بیان کی ہے جن میں چرار شریف کا چشمہ، چشمہ منزگام، مقام حضرت لدی بابا ریشی موضع پشرواری تپہ حمل کا درخت، چشمہ شنگپال اور شنکر ناگ کا چشمہ قابل ذکر ہیں۔

شہر سرینگر کے ایک شہری کی حیثیت سے احمد ابن صبور نے اپنے وطن کشمیر کو فرحت فزا حام، جنت نظیر اور شہر سرینگر کو رشک جنان جیسے عنوانات سے تعبیر کیا ہے مصنف نے خوارق السالکین میں بیشتر مقامات پر براہ راست کشمیر کا نام لئے بغیر "این دیار" کی ترکیب استعمال کی ہے جو اس بات کی غماز ہے کہ انکے دل میں اپنے وطن عزیز کی محبت کس قدر جاگزین تھی علاوہ ازیں مولف نے بعض مقامات کی کیفیت یوں بیان کی ہے محلہ شہلہال کو دریائے بہت کے کنارے زینہ کدل کے متصل بنایا ہے محلہ جمال اللہ کی نسبت لکھا ہے کہ یہ اب حویلی سعید خان کے نام سے مشہور ہے بازار رنگریزاں کو نہر مار کے کنارے ناند کدل کے عنوان سے یاد کیا ہے کھانگر پورہ کو جامع مسجد سرینگر کے شمال میں، باغ غازی ملک کو چچہ کول (چھتہ بل) کے کنارے اور محلہ علاالدین پورہ کو خانقاہ معلی کے نزدیک بنایا ہے۔ راملنہ کو متصل نہر لکھا ہے مزار سلاطین کو بڈومزار کے نام سے یاد کیا ہے ہارہ مسجد کے مقبرہ کو عوام الناس کا قبرستان قرار دیا ہے پکھلی کو کشمیر سے متعلق لکھا ہے۔

صوفیوں کے حالات وواقعات نیز کرامات کو بیان کرنے کے ضمن میں خوارق السالکین میں بعض ایسے نکات کو بیان کیا گیا ہے جو قابل غور ہیں بعض نکات میں اختلاف رائے موجود ہے اور تضاد بھی پایا جاتا ہے اس قسم کے بیانات کو تحقیقی وتنقیدی کسوٹی پر پرکھ کر ہی کوئی علمی رائے

Scanned by CamScanner

قائم کی جاسکتی ہے سلطان شمس الدین شہمیر کو حضرت بابا بلبلؒ کا تربیت یافتہ بتایا گیا ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ جب شمس الدین سواد کز سے اپنے اہل وعیال سمیت وارد کشمیر ہوتے تو ان دنوں رنتن جیو (رینچن) وفات پاچکے تھے تاریخ گواہ ہے کہ شمس الدین شہمیر اور رینچن شاہ راجہ سہدیو کے دور حکومت میں وارد کشمیر ہوتے حضرت سید تاج الدین جو امیر کبیرؒ کے چچیرے بھائی تھے بقول مصنف موصوف سلطان شہاب الدین شہمیر کی غیر ملکی فتوحات کے دوران ولایت میں ملاقات کر کے ان کے ساتھ وارد کشمیر ہوتے (ب/۶) حالانکہ خود امیر کبیرؒ نے انہیں کشمیر کے حالات معلوم کرنے کیلئے کشمیر روانہ کیا تھا سید حسین سمنانی کو ہروی اصل بتایا تھا اور انہیں حضرت رکن الدین ابو الفتح کے مریدوں میں شمار کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ سلسلہ سہروردیہ کی تلقین کرتے رہے خوارق السالکین کے مصنف کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب حضرت امیر کبیرؒ آخری بار کشمیر آتے تو اس وقت حضرت شیخ نورالدینؒ چار سال کے تھے (۶ب) واضح رہے کہ میر سید علی ہمدانیؒ آخری بار ۷۸۵ھ میں کشمیر آتے اور ۷۸۶ھ میں واپس مراجعت کی جبکہ شیخ نورالدینؒ کی ولادت ۷۷۴ھ میں ہوتی ہے۔ طول کلام کے خوف سے چند نکات کی جانب اشارہ کیا گیا چند نمونے مشتے از خروار ہیں تفصیلی مطالعہ کیلئے ایک الگ باب درکار ہوگا۔

خوارق السالکین کے مؤلف نے واقعات خصوصاً کرامات کو نقل کرنے کے ضمن میں بعض فرضی اور من گھڑت باتوں کو گڑھ لیا ہے جسے کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا شخص ماننے کیلئے تیار نہیں ہے مثلاً خواجہ حبیب اللہ حبی کے تذکرہ میں یہ عبارت قابل غور ہے "حاضران در رفتار پسر دیدند کہ یکپا بگرانی بر می دارد از حضرت خواجہ استفسار آں کردند ایشان جواب دادند کہ روح ایں پسر حضرت عزرائیل باسمان چہارم رسانیدہ بود چوں ہنر دراز دست ایشان کشیدہ آوردیم۔ زور دست ماہر پای پسر رسید بنا برآں پایش زخمی شد" ؎۱ یعنی خواجہ حبیب اللہ کی خدمت میں موجود حاضرین نے ایک لڑکے کے طرز رفتار کا مشاہدہ کیا جو کہ ایک پاؤں کو گرانی سے اٹھا رہا تھا۔

؎۱ خوارق السالکین مخطوط ورق ۱۲۴/ا

Scanned by CamScanner

حضرت خواجہ سے بات کا استفسار کیا گیا انہوں نے جواب دیا کہ اس لڑکے کا روح حضرت عزرائیل نے چوتھے آسمان پر پہنچایا تھا چونکہ زور زبردستی سے ان کے ہاتھ سے کھینچ کر واپس لایا لہذا ہمارے ہاتھ کا زور اس لڑکے کے پاؤں کو پہنچا اس سے اسکا پاؤں زخمی ہوا"۔

بہتان تراشی کی ایک اور مثال حضرت میر شمس الدین محمد عراقیؒ اور بابا اسمٰعیل کے تذکرہ میں مشاہدہ کی جا سکتی ہے۔

خوارق السالکین کا مصنف ایک خاص مذہب کے حامی دکھائی دیتے ہیں اور دیگر مسالک کی نسبت اسکی بدگمانی واضح ہے میر شمس الدین محمد عراقیؒ جو کشمیر میں سلسلہ نور بخشیہ کے بنیاں گذار تھے کی نسبت مصنف نے اراجہل وضلالت' سرخیل تبرائیاں اور مکار نابکار جیسے ناشائستہ کلمات کا استعمال کیا ہے۔ ع۱ اسی طرح سے جہاں دیگر بادشاہوں کو قدس اللہ سترہ جیسے اضافی القاب سے نوازا ہے وہاں غازی شاہ چک کو' بد مذہب" لکھا ہے۔

جہاں کسی صوفی بزرگ کا سلسلہ طریقت مصنف کو معلوم نہیں ہوا ہے وہاں اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہے چنانچہ ملا حافظ بصیرؒ کے سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں کہ" نسبت ارادت حضرت مولانا حافظ بصیر در طریقت معلوم نگشت" اسی طرح سے طوفان شاہ کے معاملے میں اسی قسم کی راتے زنی کی ہے البتہ بعض مواقع پر اپنی لاعلمی کا اظہار کرنے کے ساتھ ہی انہیں کسی نہ کسی سلسلۂ نسب سے منسلک گردانا ہے مثلاً بابا قمر' بابا حاجی' خواجہ محمد حبیب کے تذکرہ میں اس قسم کی مثال دی جا سکتی ہے۔

خوارق السالکین کے مصنف نے کشمیر کے بعض صوفیا اور عرفا کا تذکرہ کسی نہ کسی وابستگی کے پیش نظر بطور تبرک کے لکھا ہے چنانچہ شیخ حمزہ مخدومؒ (م ۹۸۴ھ) کا تذکرہ تبرک کے طور پر کیا ہے اور شیخ یعقوب صرفیؒ کی نسبت لکھا ہے کہ دریں ولا فقیر حقیر کہ کمتر از سگ درگاہ آنجناب است"۔

زیر نظر رسالہ میں بعض مواقع پر ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا ہے چنانچہ شیخ موسیٰ زہگیر

Scanned by CamScanner

مرید شیخ یعقوب صرفیؒ کا تذکرہ مصنف نے اپنے معاصرین کے زمرہ میں کیا ہے اسی طرح جب کسی صوفی بزرگ کا تذکرہ کیا گیا ہے تو اسکے دیگر مریدوں کو ادوار کا لحاظ کئے بغیر مورد بحث لایا گیا ہے اس ضمن میں ناموں کے خلط ملط ہونے کا احتمال پیدا ہوا ہے لیکن اس قسم کی صورتحال ہر وقت دکھائی نہیں دیتی ہے۔

خوارق السالکین میں اوراق کی شیرازہ بندی کی بے ربطی کا شکار ہوئی ہے جس سے عبارات کا سلسلہ فی الوقت ٹوٹنے کا احتمال رہتا ہے اور تسلسل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مثلاً ورق ۸۰/ا کے آخر میں یہ اشعار درج ہوتے ہیں

چراغ دودمان رہنمائی بہار گلستان پیشوائی

ہمای اوج زہد و پارسائی

پھر اچانک اشعار کی یہ لڑی ٹوٹتی ہے اور ب/۸۰ پر نثری روپ یوں دھار لیتی ہے

نہال۔ دریافتند۔ ماموربدان شدند

عبارت کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ محمد ابراہیم برادر شیخ یعقوب صرفیؒ کے تذکرہ کے ضمن میں شیخ عبدالعزیز دہلوی کا تذکرہ نکل آیا ہے حالانکہ صہ ا/۸۰ کی عبارت کا تسلسل ورق ب/۵۹ کے ساتھ مرتبط ہے اسی قسم کی صورتحال صہ ۹۵ پر مشاہدہ کی جا سکتی ہے

خوارق السالکین نظم و نثر کا ایک حسین شاہکار ہے بنیادی طور پر یہ رسالہ فارسی نثر میں لکھا گیا ہے لیکن اس میں اشعار بکثرت پاتے جاتے ہیں جن میں بیشتر مصنف کے خود تخلیق کردہ ہیں اور بعض دوسروں سے مستعار لئے گئے ہیں مصنف خود نثر نگار ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر بھی تھا اور ہادی کا احمد کے نام سے اشعار لکھے ہیں بسا اوقات کسی صوفی بزرگ کا تذکرہ نثر میں لکھنے سے پہلے مصنف نے اسکے حمیدہ اوصاف کا احاطہ اشعار کی صورت میں کیا ہے ایسے صوفی بزرگوں میں حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ، شیخ یعقوب صرفیؒ، میر محمد ہمدانیؒ، پیر بابا ادویسیؒ، شیخ بہاؤالدین گنج بخش

عہ خوارق السالکین مخطوطہ ورق ا/۸۰

شیخ حسین خوارزمی۔ شاہ قاسم حقانی۔ مولانا حسن آفاقی۔ مولانا سید شمس الدین وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں بعض تاریخی واقعات کو بھی نظم کا جامہ پہنایا ہے اسکے علاوہ مصنف نے بعض تاریخی قطعات اور مادہ تاریخ وفات نظم میں بیان کیا ہے۔

خوارق السالکین کے مؤلف کو فارسی زبان کے علاوہ عربی پر بھی پورا عبور حاصل تھا تذکرہ نویسی کے ضمن میں مؤلف نے قرآنی آیات، احادیث نیز دیگر عربی امثال سے استشہاد کیا ہے ۱۔ موصوف نے فارسی زبان کے بعض اساتید سخن کے شاہکار تصانیف کا مطالعہ کیا تھا اور انکی پیروی خوارق السالکین میں کی ہے اس ضمن میں گلستان سعدی کی مثال بطور خاص پیش کی جاسکتی ہے چنانچہ خوارق السالکین کا دیباچہ نہ صرف گلستان سعدی کی صدائے بازگشت ہے بلکہ بعض تراکیب اور جملے تک اسی سے مستعار لئے گئے ہیں تقابلی مطالعہ کے طور پر درجہ ذیل مثالین ہمارے بیان کا واضح ثبوت ہیں۔

گلستان سعدی :-

منت مر خدای را عز و جل کہ طاعتش موجب قربت است و بہ شکر اندرش مزید نعمت هر نفسے کہ فرو می رود ممد حیات است وچون بر می آمد مفرح ذات. پس در هر نفسے دو نعمت موجود است و بر هر نعمتے شکرے واجب بیت

از دست و زبان کہ بر آید　　　کز عہدہ شکرش بدر آید

دیباچہ خوارق السالکین :-

شکر مر حضرت واهب العطیات را تعالی و تقدس کہ عطایای بی پایان ست شکر الای او در خیر امکان نہ اول نعمت وجود است و سایر نعم بعد از وی مشهود نعمت وجود دایم و دوام

۱۔ ربنا اللھم اھدنا من عندک وافض علینا من فضلک

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب (القرآن)

(ج) الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب (حدیث امیر المومنین ابن ابی طالب) (ورق ۲۰/ب)

Scanned by CamScanner

نعمت شکر لازم پس از عہدۂ شکر آن کی برآید تا بشکر نعمتہای دیگر زبان کشاید نظم

عقل در اندیشہ فرو شد مگر شکر خداوند تعالی کند

دیباچہ گلستان سعدی:-

در خبر است از سرور کائنات مفخر موجودات رحمت عالمیان صفوت آدمیان تتمہ دور زمان

دیباچہ خوارق السالکین:-

صلوات بی نہایت و تحیات بی غایات بر مفخر موجودات و سرور کائنات رحمت عالمیان و صفوت آدمیان تتمہ دور زمان وسیلہ اہل جہان ص ۲

خوارق السالکین ایک ایسے دور میں تصنیف ہوتی ہے جب فارسی شعر و ادب میں سبک ہندی اپنے نکتہ عروج پر تھا اور شعرا و ادبا اپنی پر پیچ اور مغلق عبارت آرائی میں نئے نئے تجربات کی انجام دہی میں محو تھے اس نئے سبک کا لازمی اثر کشمیر کے فارسی شعر و ادب میں بھی پڑا ہے چنانچہ اسکے زیر اثر چند ہی نام ابھر کر سامنے آتے ہیں جہاں تک خوارق السالکین کی زبان کا تعلق ہے اسکی زبان صاف اور ستہ ہے یہ سلیس اور رواں فارسی نثر میں لکھی گئی ہے اس میں کہیں بھی کسی بھی قسم کی مغلق عبارت آرائی کا شائبہ نہیں ہوتا ہے البتہ مصنف کی زبان پر مقامی رنگ زیادہ جھلکتا ہے چنانچہ اس نے بعض ایسے الفاظ و تراکیب استعمال کئے ہے جو اصل میں فارسی زبان سے متعلق ہیں لیکن ان پر کشمیری مزاج کا خول بر چڑھا ہوا ہے نمونے کے طور پر چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

سوال داشتند (دعوت دینے کے معنی میں ہے)

ہر روز قرض خواہاں دنبال می بودند۔ کوفت راہ۔ دانہ در دست بود۔ زود ما را خلاص کن باراں آمدہ۔ باراں ایستادہ۔ تلواس۔ نفران (لوگ)۔ عورتاں۔ مقدم (دیہات کا سربراہ کے معنی) وغیرہ انکے علاوہ بعض فارسی الفاظ و تراکیب کو کشمیری زبان کے قالب میں بھی ڈھال دیا ہے مثلاً روغن قطران کو بزبان کشمیری آزاد بستی گویند (۱/۹)

Scanned by CamScanner

رسالہ "خوارق السالکین" کا اختتام ڈراماتی انداز میں ہوا ہے رسالہ کے آخر میں طوماں شاہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اُنکی تاریخ وفات کے سلسلے میں یہ شعر درج ہوا ہے۔

رفت طوماں شاہ از دنیای فانی خود برون
زد قلم سال وصالش "شاہ مجذوبان"

شاہ مجذوبان ابجد کے حساب سے ۱۱۰۸ کے اعداد کے برابر بنتا ہے

اسکے فوراً بعد 'رقم' کی لفظ رقم کرنے کے ساتھ ہی 'تمام شد تاریخ ہادی' کا جملہ لکھا ہوا ہے اس حقیقت کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ زیر نظر رسالہ اپنے منطقی انجام کو پہنچنے سے پہلے ادھورا رہ گیا ہے کیونکہ مولف نے اپنے بعض معاصرین اور چشمہ ہائے فیض کے تاریخہائے وفات وغیرہ فقط سال ۱۱۰۸ھ پر ختم ہوتے ہیں جبکہ سال ۱۱۰۹ھ خود رسالہ کا سال اتمام ہے کسی بھی قسم کی کوئی داخلی شہادت نہیں ملتی ہے۔

Scanned by CamScanner